



سوال

(908) کیا قنوت نازلہ منسوخ ہو چکی ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تفسیر ابن کثیر میں قصہ احد کے ضمن میں ذکر کردہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ **لَیْسَ لَکَ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ (ال عمران: ۱۲۸)** کے نزول کے بعد قنوت نازلہ ترک کر دی تھی، تو کیا آج بوقت ضرورت نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جمہور کے قول کے مطابق ”غزوة احد“ ماہ شوال سن تین ہجری میں ہوا ہے۔ جب کہ واقعہ ”بئر معونہ“ سن چار ہجری کے شروع میں پیش آیا۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

”وَذَلِكَ بِدَيْئِ الْقَتَوَاتِ“ ”قنوت“ کا آغاز اس واقعے کی وجہ سے ہوا۔“

اس سے معلوم ہوا، کہ آیت **لَیْسَ لَکَ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ (ال عمران: ۱۲۸)** کا تعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ”غزوة احد“ میں زخمی ہونے سے ہے۔ جس طرح کہ روایات میں بھی تصریح موجود ہے، کہ یہی قصہ آیت کا سبب نزول ہے۔ جن روایات میں آیت مذکورہ کی شان نزول قصہ ”بئر معونہ“ یا ”قصہ رعل“ و ”ذکوان“ کو بتایا گیا ہے۔ وہ درست نہیں، کیونکہ یہ واقعات احد کے بعد پیش آئے ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے، کہ سبب بعد میں پیدا ہو، اور آیت کا نزول پہلے ہو چکا ہو؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: درست بات یہ ہے، کہ اس آیت کی شان نزول، وہ لوگ ہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”قصہ احد“ کے سبب بددعا کی تھی۔ (فتح الباری: ۳۶۶/۴)

اصل بات یہ ہے، کہ اس حدیث میں ”ادراج“ ہے، یعنی ”نَحْنُ أَنْزَلْنَا اللَّهُ“ کے الفاظ زہری کی روایت میں ”عَنْ بَلْعَةَ“ (یعنی جس سے ان کو یہ روایت پہنچی ہے) ”مستقطع“ ہے، امام مسلم نے یونس کی روایت میں اس بات کی تصریح کی ہے، زہری کا یہ کہنا، کہ ”ہمیں یہ بات پہنچی ہے، کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”قنوت“ پڑھنا ترک کر دی۔“ یہ بلاغ درست نہیں۔ وچروہی ہے، جو پہلے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو! (فتح الباری: ۲۸۶/۸)

ان دلائل سے معلوم ہوا، کہ بوقت ضرورت نمازوں میں ”قنوت نازلہ“ پڑھی جاسکتی ہے۔ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔

وضاحت: مطلب یہ ہے، کہ جب ”غزوة احد“ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تر مبارک زخمی ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”قنوت“ نہیں کی تھی، بلکہ یہ فرمایا: کہ



كَيْفَ يُلَاحِظُ قَوْمٌ شُجْرًا أَسْنَنِيهِمْ (صحیح مسلم، باب غَزْوَةُ أُخْدٍ، رقم: ۱۷۹۱)

یعنی ”وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکے گی، جس نے اپنے پیغمبر کا سر زخمی کیا۔“

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا :

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ (ال عمران: ۱۲۸) کہ معاملات کا اختیار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں۔ اللہ چاہے تو ان کی توبہ بھی قبول کر سکتا ہے۔ یعنی جب اس موقع پر آپ نے قنوت کی ہی نہیں، تو منع کرنے کا کیا مطلب؟ آپ نے تو قنوت کا آغاز ہی بعد میں، یعنی سن چار ہجری میں کیا۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حاقظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 758

محدث فتویٰ